سیدنا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

علوم
معارف
ملفوظات

بروایت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ

—— گذشتہ سے پیوستہ ——

۵۰۔ فرمایا : حاجی صاحبؒ کے سامنے ایک بڑے متبحر عالم نے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ ترک حیوانات کے ساتھ چلہ کھینچوں۔ حضرتؒ نے ارشاد فرمایا۔ مولانا توبہ کیجئے بدعت ہے، حالانکہ یہ سائل بہت بڑے عالم اور محدث تھے، مگر انکی نظر اس پر نہ پہنچی۔ حالانکہ حاجی صاحب اصطلاحی عالم نہ تھے مگر عالم گر تھے۔ اسی لئے حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ نے فرمایا کہ لوگ حضرت حاجی صاحبؒ کے مختلف کمالات سے معتقد ہیں، مگر میں علم کی وجہ سے معتقد ہوں۔ اصلی بات یہ ہے کہ جب قوتِ حاسہ درست اور صحیح ہو تو کھانے میں کتنا ہی باریک بال کیوں نہ ہو محسوس ہو جاتا ہے۔ اسی طریق سے جب فہم درست ہو تو حق و باطل میں فوراً امتیاز ہو جاتا ہے۔ حضرتؒ اپنے زمانہ میں صدیق اعظم تھے (جو بہت بڑا مرتبہ ہے ولایت میں) ہم لوگ اگر ترک حیوانات کو بدعت کہتے تو کچھ تعجب نہ تھا، کیونکہ رات دن درس و تدریس و افتاء کا شغل رہتا ہے، کتابیں دیکھ کر بدعت و سنت کا علم ہر ایک کو ہو سکتا ہے، مگر حضرتؒ تو درسی عالم بھی نہ تھے۔ حضرتؒ نے محض نورِ قلب اور ذکاوتِ فہم سے فوراً اسکو بدعت فرما دیا۔ (سلوۃ الحزین ص ۱۹)

۵۱۔ فرمایا : حضرت حاجی صاحبؒ اور حضرت حافظ ضامن صاحبؒ کا قصہ ہے۔ کہ ایک شخص نے جسکو کسی ظالم نے جائداد کے مقدمہ میں پریشان کر رکھا تھا۔ حضرت حاجی صاحبؒ سے کہا کہ میں اپنا حق ہی چھوڑ دوں، حضرتؒ نے فرمایا بہتر صبر کرو۔ حافظ صاحبؒ نے کہیں سن لیا اور بڑے زور

کے ساتھ اس سے منع کیا کہ ہرگز صبر نہ کرنا مقدمہ کرو، ہم صبر کریں گے، اور حضرت حاجی صاحبؒ کیطرف خطاب کیا کہ یہ آپ نے اسکو کیا بتلا دیا۔ آپ کے تو بیوی نہ بچہ، آپ نے تو دنیا کو چھوڑ دیا، وہ دنیا کو چھوڑے گا تو بیوی بچوں کا کیا حشر ہوگا۔ یہ بھی تو سوچ لیا ہوتا۔ یہ سن کر حضرت حاجی صاحبؒ خاموش ہوگئے اور اپنے حجرے میں تشریف لے گئے۔ (حلاء القلوب ملقب بہ جام جمشید ص۵۳)

۵۲- فرمایا: مولانا مولوی محمد منیر صاحبؒ بڑے ظریف تھے۔ فرماتے تھے ایک مرتبہ حضرت حاجی صاحبؒ نانوتہ تشریف لائے، دو چار خادم بھی ہمراہ تھے اور ان پر کیفیات طاری ہو رہی تھیں۔ مولانا فرماتے ہیں؛ میں نے عرض کیا حضرت یہ کیفیتیں ہم کو کبھی نصیب نہ ہوئیں۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ چاہتے ہو تو آؤ تم بھی بیٹھ جاؤ۔ مولوی صاحبؒ نے فرمایا اسطرح سے تو ہم کو منظور نہیں۔ مولوی صاحب نے بڑی فہم اور دانائی کی بات کہی۔ اس لئے کہ اس توجہ سے دو صورتوں میں سے ایک صورت پیدا ہوتی یا تو کچھ اثر نہ ہوتا تب تو فضول وقت ضائع ہوتا۔ اور اگر کچھ اثر ہوتا تو وہ پائدار نہ ہوتا۔ اس کے زوال کے بعد پھر حسرت اور افسوس اور زیادہ ہوتا یا اگر قوی توجہ ہوتی تو اندیشہ جسمانی ضرر کا بھی تھا۔ اگر کوئی کہے کہ توجہ سے مرجائیں گے تو کچھ پرواہ نہیں ایسی موت تو بہت اچھی ہے، مرنا وہی اچھا ہے جو طریقہ کے ساتھ ہو، اپنے ہاتھوں سے جان دینے سے کیا فائدہ اور یہ کوئی کمال نہیں۔ مقصود تو زندہ رہ کر اعمال صالحہ اور طاعت کرنا ہے۔ بہرحال اگر کوئی شخص ایسی توجہ دے بھی تو ہرگز نہ لو۔ (اسباب الفضائل ص۱۶)

۵۳- فرمایا: جناب پیر و مرشد حضرت حاجی صاحبؒ کی حکایت ہے کہ ایک دفعہ پیران کلیر سے واپس ہوتے ہوئے سہارنپور تشریف لائے، لوگوں نے آپکو ایک ایسے مکان میں اتروایا کہ وہاں ایک جن نے سخت آزار پہنچا رکھا تھا، حتیٰ کہ وہ مکان بالکل معطل چھوڑ دیا گیا تھا، جب حضرت رات کو اٹھے، دیکھتے کیا ہیں کہ ایک آدمی آیا اور سلام کیا۔ حضرتؒ نے تعجب سے پوچھا تم کون ہو، کیونکہ مکان بند تھا، اس نے عرض کیا میں ایک جن ہوں اور میری ہی وجہ سے یہ مکان خالی پڑا ہے۔ حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا، تم کو خدا کا خوف نہیں کہ لوگوں کو تکلیف دیتے ہو۔ اس نے عہد کیا کہ اب میں تکلیف نہ دوں گا۔ اس کے بعد وہ جن اس مکان سے چلا گیا، اور وہ مکان آباد ہوگیا، تو یہ اثر جن پر حضرتؒ کی طاعت ہی کا تھا۔ (استخفاف المعاصی ص۱۲) سچ ہے ؎

ہر کہ ترسید از حق و تقویٰ گزید　　ترسد از وے جن و انس ہر کہ دید

جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور تقویٰ اختیار کرتا ہے تو جن اور انسان اور جو بھی اسکو دیکھتے ہیں اس سے ڈرتے ہیں۔

۵۴۔ فرمایا: اس تعلق میں بعض اعتبارات سے معصیت اتنی مضر نہیں ہوتی، جتنی بے ادبی ہوتی ہے۔ جسکی وجہ یہ ہے کہ معصیت کا تعلق تو اللہ تعالیٰ سے ہے اور چونکہ وہ تاثر اور انفعال سے پاک ہے۔ اس لئے توبہ سے فوراً معافی ہو جاتی ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کے ساتھ ویسا ہی تعلق پیدا ہو جاتا ہے، بخلاف اس کے کہ بے ادبی کا تعلق شیخ سے ہے اور وہ چونکہ بشر ہے، اس لئے طالب کی بے ادبی سے اس کے قلب میں کدورت پیدا ہو جاتی ہے جو مانع ہوتی ہے تعدیہ فیض میں۔ حضرت حاجی صاحبؒ نے اسکی خوب مثال دی ہے کہ اگر کسی چھت کی میزاب کے مخرج میں مٹی ٹھونس دی جائے تو جب آسمان سے پانی برسے گا تو گو وہ چھت پر نہایت صاف اور شفاف حالت میں آئے گا، لیکن جب میزاب میں ہو کر نیچے بہے گا تو بالکل گدلا اور میلا ہو کر۔ اسی طرح شیخ کے قلب پر جو ملاء اعلیٰ سے فیوض و انوار نازل ہوتے رہتے ہیں، ان کا تعدیہ ایسے طالب پر جس نے شیخ کے قلب کو مکدر کر رکھا ہے، مکدر صورت ہی میں ہوتا ہے، جس سے اس طالب کا قلب بجائے منور و مصفا ہونے کے تیرہ و مکدر ہوتا جاتا ہے۔ (اشرف السوانح ج ۲ ص ۱۱) اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت وحشیؓ کو جنہوں نے حضرت حمزہؓ کو بری طرح قتل کیا تھا۔ اپنے سامنے آنے سے روک دیا کہ روز بروز دیکھ کر انقباض ہوگا، اور میرے انقباض سے ضرر ہوگا کہ فیوض و برکات سے حرمان ہو جائے گا۔ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اپنی ہی راحت کا سامان نہیں کیا بلکہ ان کی راحت کا بھی سامان تھا کہ انکو بُعد میں ہی ترقی ہو سکتی تھی۔ دوسرے اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو بھی اس قسم کے امور طبیعیہ اور جذبات بشریہ کی رعایت و موافقت کی اجازت دی اور بتلا دیا کہ مجرم کی خطا معاف کرنا اور ہے اور دل کھل جانا اور بات ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ خطا معاف کر دینے سے دل بھی کھل جائے۔ (کمالاتِ اشرفیہ ص ۲۷) ■■

سرمایہ دارانہ و اشتراکی نظام کا اسلامی معاشی نظام سے موازنہ

مصنفہ محقق العصر حضرت العلامہ شمس الحق افغانی دامت برکاتہم شائع ہو چکی ہے جس میں زمانہ حاضرہ کے نظامہائے فاسدہ (سرمایہ دارانہ و اشتراکی) کو عقل و نقل کے خلاف نہایت وضاحت و عام فہم انداز میں ثابت کیا ہے اور اس کے مقابلے میں اسلام کا عادلانہ معاشی نظام بھی بالتفصیل واضح فرمایا ہے، اس وقت کی اہم کتاب ہے۔ کتابت، طباعت عمدہ، سرورق سہ رنگا عکسی۔ قیمت اڑھائی روپے، محصول ڈاک ایک روپیہ۔ تاجروں کیلئے ۲۵ فیصد کمیشن۔

مکتبۂ حکمتِ اسلامیہ نوشہرہ صدر